بفیضِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

عقیدۂ اہلِ سُنّت

درشانِ

حضرتِ علی ومعاویہ

رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنہُمَا

بقلمِ فیض رقم

فقیہِ عصر حضرت علامہ مولینا شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی

مَتَّعَنَا اللّٰہُ تعَالیٰ وَ الُمُسلِمِینَ بِطُولِ بَقَائِہٖ

شائع کردہ

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یوپی۔

پن ۲۷۱۲۰۱

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله المختار و علی آله واصحابه الاطهار

اہلسنّت کا عقیدہ دربارۂ صحابہ

حضراتِ **صحابہ** یعنی مہاجرین و انصار و اہلِ بیتِ کرام علی سیدهم و علیهم الصلوٰة والسلام **اُن سب** کے بارے میں **اہلِ سنّت وجماعت** کا **عقیدہ کیا** ہے؟......

امام علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی [م ۵۳۷ھ] اہلسنّت کے عقیدے کی کتاب ''عقائدِ نسفیه'' میں فرماتے ہیں

يُكَفُّ عن ذكر الصحابة الا بخير.	صحابہ کے بارے میں تذکرۂ خیر کے سوا سے دل زبان کو پاک رکھنا لازم ہے۔

پھر علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی [م ۷۹۱ھ] اُس کی شرح میں فرماتے ہیں

لِمَا وَرَد من الاحاديث الصحيحة في مناقبهم و وجوبِ الكفّ عن الطّعن فيهم ، كقوله عليه السلام : لا تَسُبُّوا اصحابی فلو انّ احدكم اِن انفق مثلَ اُحُد ذَهَبًا مابلَغ مُدَّ احدهم و لا نَصِيفه.(۱)	کیونکہ صحابہ کی خوبی وفضائل میں احادیثِ صحیحہ وارد ہیں اور صحابہ پر طعن واعتراض سے پرہیز واجب فرما رہی ہیں۔ جیسے یہ ارشادِ اقدسِ حضور سیدِ عالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو تم میں اگر کوئی اُحُد پہاڑ برابر سونا خیرات کرے تو وہ میرے صحابہ کے ایک چوتھائی صاع کیا اُس کے آدھے تصدق کو بھی نہیں پہنچے گا۔
وکقوله عليه السلام :	اور یہ ارشادِ پاک

ـــ المُدُّ بالضم : مِكْيَالٌ : مُدّ ایک پیمانہ ہے۔ [تاج العروس]. مُدّ کی مقدار رُبع صَاع ہے ، صاع کا چوتھائی حصہ۔ [عمدة القاری۱۶/۲۶۱]

انما قَدَّر به لانه اقلّ ما كانوا يتصدَّقون به في العادة. [عمدة القاری۱۶/۲۶۱ ، تاج العروس]	تصدق کی ایک چوتھائی صاع مقدار اس لیے ارشاد فرمائی کہ عادۃً صحابہ کم سے کم اتنا تصدق فرماتے تھے۔

(۱) صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ رقم ۳۶۷۳۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب تحریم سب الصحابة رقم ۲۵۴۰۔

اَکْــرِمُــوا اصــحــابی فــانهــم خِیارکم. الحدیث.(۱)	میرے صحابہ کی عزت کرو تعظیم کرو کیونکہ وہ تمہارے نیک و برگزیدہ ہیں۔

وکقوله علیه السلام : اور یہ ارشادِ پاک

اَلــلّٰــهَ اَلــلّٰــهَ فی اصحــابی لاتتــخــذوهــم غَرَضًا من بعدی ، فــمن اَحَبَّهُمْ فبِحُبّی احبهم ، ومن ابــغضهم فببغضی ابغضهم ، ومن آذاهــم فــقــد آذانی ، ومن آذانی فــقــد آذی الــلّٰه ، ومن آذی اللّٰه فیُوشِک اَن یأخُذه.(۲)	اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں۔ انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد۔ جو ان سے دوستی رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے دوستی رکھتا ہے ، اور جو ان سے کینہ رکھتا ہے وہ میرے بغض کے سبب ان سے بیر رکھتا ہے ، اور جس نے انہیں ایذاء دی اُس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اُس نے اللہ کو ایذاء دی ، اور جس نے اللہ کو ایذاء دی سو قریب ہے کہ اللہ اُسے گرفتار کرے۔
[شرحِ عقائد طبع مجلس البرکات ص۱۵۵ ، ۱۵۶]	[مطلع القمرین ص۳۷]

اور ان سے پہلے پانچویں صدی ہجری کے مجدد امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد **غزالی** قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِی [م ۵۰۵ھ] اہلسنّت کے عقیدے کی کتاب ''قواعد العقائد'' میں فرماتے ہیں اور علامہ **سید محمد بن محمد حسینی** زَبیدی معروف بہ مرتضٰی [م ۱۲۰۵ھ] اُس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

(**و اعتقــاد اهــل السنة**) و الجــمــاعة (**تــزکیة جمیــع الصحابة**) رضــی الــلّٰه عنهــم وجوباً ، باثبات العدالة لکل منهم ، و الکَفّ عن الطَّعْن فیهم (**و الثناءُ علیهم کــمــا اثنی اللّٰه سبحانه و تعالیٰ و**) اثنی (**رسوله صلی اللّٰه علیه وسلم**).	**اہلسنّت وجماعت** کا **عقیدہ** ہے **تمام صحابہ** کو **پاکیزہ ماننا** ، یعنی ہر ایک صحابی کو عادل [یعنی احکامِ شرع کا پابند] ماننا اور کسی صحابی پر اعتراض خیال میں نہ لانا ، اور **تمام** صحابہ کی تعریف کرنا ، جیسا کہ اللہ و رسول جَلَّ وَعَلا و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیهم وسلم نے [آیات واحادیث میں] اُن کی تعریف بیان فرمائی۔
عــنــد الشیخین من حدیث ابی سعید ((لا تَسُبُّوا اصحابی)).	بخاری و مسلم میں حضرتِ ابوسعید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه سے حدیث ہے [فرمایا میرے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم نے] کہ

(۱) مشکاۃ المصابیح باب مناقب الصحابة الفصل الثانی رقم ۶۰۱۲۔

(۲) سنن الترمذی باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ رقم ۳۸۶۲۔

و عند الدارمی و ابن عدی ((اصحابی کالنجوم بأيِّهِمُ اقتديتم اهتديتم)). (١)

وعند الترمذی ((اللّٰه اللّٰه فی اصحابی لا تتخذوهم غَرَضا من بعدی)).

و عند الطبرانی من حدیث ابن مسعود و ثوبان و عند ابی یعلیٰ من حدیث عمر ((اذا ذکر اصحابی فامسکوا)). (٢)

و مناقب الصحابة کثیرة ، و حقیق علی المتدین ان یستصحب لهم ما کانوا علیه فی عَهْد رسول الله صلی الله علیه وسلم. مختصراً

[اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین ۳۴۹/۲ ، ۳۵۰ _ احیاء ۱۶۱/۱]

((میرے صحابہ کو برا نہ کہو))

دارمی وابنِ عدی کی حدیث ہے ((میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں تم ان میں جس کسی کی پیروی کروگے ہدایت پالوگے))

ترمذی کی حدیث ہے ((اللّٰہ سے ڈرو اللّٰہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں ، میرے بعد میرے صحابہ کو نشانۂ اعتراض نہ بنالینا)) الحدیث۔

طبرانی کی حضرتِ ابنِ مسعود و حضرتِ ثوبان سے اور ابویعلیٰ کی امیرالمومنین فاروقِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم سے حدیث ہے **((جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہو تو دل زبان کو سنبھالو))**

حضراتِ صحابہ کے فضائل بکثرت ہیں۔ اور جو **مسلمان** اللہ ورسول کے فرمان کا **تابعدار** ہے اُس پر **واجب** ہے کہ تمام صحابہ کے لیے وہی شان وعظمت مانے جو عہدِ رسالت میں اُن کے لیے تھی۔

پھر یہ شارح **سیدِ ذی شرف حسینی نسب** مسلمانوں کی اعلی درجہ کی خیرخواہی کرتے اور نہایت بالا **اصولی بات** پیش فرماتے ہیں کہ

و ان نقلت هَناة فَلْیتدبر العاقل النقلَ و طریقه ، فان ضعُف ردّه ، وان ظهَر و کان آحادا لم یقدَح فیما علم تواترا ، و شهِدت به النصوص .

[اتحاف ۳۵۰/۲]

اگر کوئی وحشتناک بات کسی نے نقل کردی ہے تو جو اپنے **سر میں دماغ** رکھتا ہو وہ غور کرے کہ نقل کیسی ہے؟..... **ضعیف** ہو تو اُسے **مردود** جانے ، اور **ظاہر** ہو اور ایک یا معدودے چند اُس کے راوی ہوں تو بھی وہ حضراتِ صحابہ کی اُس شان وعظمت پر **اثرانداز نہیں** ہوگی جو **شان وعظمت تواتر** سے معلوم ہے اور **کتابِ مجید** کی آیتیں جس شان وعظمت کی **گواہی دے رہی** ہیں۔

اسی کے مثل شیخ محقق نے تکمیل الایمان [ص۹۶] میں فرمایا ، نیز علامہ جمال الدین محدث نے روضة الاحباب میں۔ [تصحیح العقیده ص۱۳ ، ۱۴ _ ردِ روافض ص۹۶ ، ۹۸]

---

(۱) مشکاة المصابیح باب مناقب الصحابة الفصل الثالث رقم ۶۰۱۸۔

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی من حدیث ثوبان رقم ۱۴۲۷۔

نیز احیاء العلوم ہی کے مثل یہ بیان امام علامہ قاضی عیاض مالکی [م ۵۴۴ھ] نے اپنی مبارک کتاب الشفاء کے آخر میں فرمایا اُس فصل میں جس کا عنوان دیا

سَبُّ آل بیتہٖ و ازواجہٖ و اصحابہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و تنقصّھم حرامٌ ملعونٌ فاعلہ . [شفاء شریف ۱/۳۰۷]	حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ازواجِ مُطَہّرات اور صحابہ کو برا کہنا اور اُن حضرات کی بے ادبی کرنا حرام ہے ، جو ایسا کرے ملعون ہے۔

اس مبارک کتاب کی شرح جو مشہور ہے علامہ شہاب الدین خفاجی [م ۱۰۶۹ھ] اور علامہ علی قاری حنفی [م ۱۰۱۴ھ] نے فرمائی ہے۔

نیز امام حجۃ الاسلام کا ''رسالہ قدسیہ'' [یعنی کتاب قواعد العقائد کی فصلِ ثالث] ایک صوفی مشرب برادرِ دینی کو پڑھاتے وقت امام علامہ کمال الدین محمد معروف بہ ابنِ ہمام [م ۸۶۱ھ] نے جو اہم اضافات اور کافی توضیح و تسہیل کی جس سے ایک کتابِ مستقل ہوگئی اور اُس کا نام المسایرہ ہوا اُس میں بھی احیاء کے مثل بیانِ صحابہ ہے۔ اور اس مبارک کتاب کی شرح علامہ کمال ابن ابی شریف [م ۹۰۶ھ] اور علامہ شیخ زین الدین قاسم حنفی [م ۸۷۹ھ] نے فرمائی اور ان دونوں حضرات نے مسایرہ کا تذکرہ یوں کیا

کتاب المسایرۃ فی العقائد المُنجیۃ فی الآخرۃ تالیف شیخنا الخ [مسایرہ مع شرح ص۲]	کتابِ مسایرہ ہمارے استاذ کی تصنیف جو اُن عقیدوں کے بیان میں ہے جو آخرت میں نجات دلانے والے ہیں الخ

تو جسے فکر ہو

کہ ایک دن مرنا ہے اور تنِ تنہا اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے وہ اُن بلند مرتبہ حضرات کے بارے میں باہوش رہے جو دینِ اسلام کے اولین ستون ہیں اُنہی نے یہ آخرت میں نجات دلانے والا عقیدہ اپنے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیھم وسلم کے ارشادات سے جان مان کر اپنی سرفروشانہ کوششوں سے اپنے بعد والوں کو پہنچایا۔

تو جان سے بڑھ کر عزیز یہ عقیدۂ حقہ آخرت کی ہمیشہ ہمیش زندگی کا سرمایہ جنھوں نے ہزاروں تکلیفیں جھیل کر پہنچایا اُن میں سے کسی کو ہدفِ ملامت و نشانۂ اعتراض بنانا کیا یہی احسان شناسی کا تقاضا ہے؟..... کچھ تو اللّٰہ سے ڈرے کچھ تو اُن کے احسانوں کا خیال کرے کچھ تو اُن کے احسانوں کی قدر سمجھے۔ ہفت کشور کی

ـــ چنانچہ مسایرہ کے شروع میں فرمایا

و بعد فان بعض الفقراء من الاخوان کان قد شرع فی قرائۃ الرسالۃ القدسیۃ للامام الحجۃ الخ

[مسایرہ مع مسامرہ ص۷]

دولت وسلطنت بھی اُن کے احسانوں کے آگے کچھ نہیں۔ کہ یہ آخر ایک دن فنا ہونے والی ہے اور اُنہوں نے جو احسان کیا وہ دولتِ جاودانی ہے۔

صاحبِ دل صاحبِ نظر عارفِ ربانی امام شعرانی اپنی کتاب یواقیت میں جو خصوصاً حضراتِ **اولیاء و اصفیاء** کا **عقیدہ** بیان فرمانے میں لکھی ہے فرماتے ہیں

و کیف یجوز الطَّعْن فی حَمَلة دیننا و فیمن لم یأتنا خَبَرٌ عن نبینا الا بواسطتهم ، فمن طعَن فی الصحابة فقد طعَن فی نفس دینه.

[الیواقیت و الجواهر ۲/۴۴۵ ـ ردِ روافض ص۶۹]

اور کیسے اُن حضرات پر طعن روا ہوگا جو ہم تک ہمارا دین پہنچانے والے ہیں ہمیں اپنے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو کچھ پہنچا ہے اُنہی حضرات کے واسطے سے پہنچا ہے۔ لہذا جو صحابہ پر طعن کرے وہ خود اپنے دین پر طعن کرتا ہے۔

پھر جس کے دل میں اپنے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی عظمت ہے**

بارگاہِ رسالت میں حاضری کے شرف کو معمولی نہ جانے جس کے انوار نے صحابہ کے دلوں کو حق کا والہ وشیدا کردیا اور وہ شمعِ رسالت کے اولین فدائی ہوئے۔

نقلة الدین الباذلین انفسهم و اموالهم فی نصرته المکرمین بصحبة خیر البشر و محبته.

[شرحِ مقاصد للعلامة التفتازانی ۳/۵۳۶]

وہ دین کو اپنے بعد آنے والوں تک پہنچانے والے ، جنہوں نے دین کی مدد میں اپنا مال خرچ کیا اور اپنی جانیں قربان کیں ، پھر اُن کی سعادت یہ کہ پیارے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اور مرتبۂ صحابیت سے سرفراز اور محبتِ حضور کے شرف سے نہال۔

تو اُن کے آپس میں اگر کچھ وہ ہوا جو سرسری سطحی نظر میں نازیبا معلوم ہوتا ہے تو اُنہیں اپنے اوپر قیاس نہ کرے۔ حضرتِ مولائے روم قُدِّسَ سِرُّهُ الْمَكْتُوم کی پُرمغز خیر خواہانہ نصیحت یاد کرے کہ

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر   گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

پاک لوگوں کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس مت کرو لفظِ ''شیر'' [درندہ] اور ''شِیر'' [دودھ] اپنی صورت میں اگرچہ ایک جیسے ہیں مگر حقیقت میں ایک نہیں۔

تم ہیجانِ نفس فرطِ غضب عیشِ فانی کے شکنجے میں جکڑے ہو حمایتِ حق کی تمنا بھی کرتے ہو تو ان بندھنوں سے نہیں نکلتے۔ اور وہ وہ ہیں جو ان خصلتوں کو جلا کر خاکستر کر چکے ہیں۔

آخر اُن جلیل القدر **علمائے امت** امنائے شریعت بزرگانِ ملت **پیشوایانِ طریقت کے بارے میں کیا خیال** ہے؟...... کیا وہ تمہارے برابر بھی نظر نہ رکھتے تھے جو عقیدۂ اہلسنّت کی کتابوں میں اور بیانِ عقائد میں صاف صاف واشگاف یہ تحریر فرمارہے ہیں کہ

(و ما جری بین معاویة و علی رضی اللّٰه عنهما) من الحروب بسبب طَلَبِ تسلیم قَتَلة عثمان رضی اللّٰه عنه لمعاویة . [مسایرہ و مسامرہ ص۲۷۰]

حضرتِ علیِّ مرتضٰی اور حضرتِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کے بیچ جو جنگ ہوئی اس سبب سے کہ امیرِ معاویہ کا مطالبہ تھا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین ان کے حوالے کیے جائیں۔

فی صِفِّین لم یکن عن غرَض نفسانی و حُظوظ شهوة. [اتحاف ۳۵۰/۲]

یہ جنگ مقامِ صفّین میں کسی نفسانی غرض کو حاصل کرنے اور نفسانی خواہش کو تسکین دینے کے لیے نہ تھی بلکہ

(کان مبنیا علی الاجتهاد) من کل منهما **(لا منازعة من معاویة فی الامامة.)**

ہر دو حضرات کے اجتہاد پر مبنی تھی۔ حضرتِ معاویہ کو حضرتِ علی کے امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین ہونے میں کوئی نزاع نہ تھا

کان لا ینکر امامته و لا یدعیها لنفسه. [اتحاف]

وہ آپ کی خلافت کے منکر اور اپنے لیے خلافت کے مدعی نہ تھے۔

(اذ ظن علی) رضی اللّٰه عنه **(ان تسلیم قتلة عثمان)** علی الفور **(مع کثرة عشائرهم و اختلاطهم بالعسکر یؤدی الی اضطراب امر الامامة)** العظمی التی بها انتظام کلمة اهل الاسلام **(خصوصا فی بدایتها . فرأی التاخیر اصوب.**

[احیاء ۶۱/۱ ـ مسایرہ مسامرہ ص۲۷۰]

جو کچھ ہوا اس کی بناء اپنا اپنا اجتہاد تھا۔ سیدنا علیِ مرتضٰی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ قاتلین کو فی الوقت حوالے کرنا جبکہ وہ کئی قبائل ہیں اور لشکر میں شامل ہیں اس سے خلافت کا معاملہ جو کہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کیے اور وحدتِ ملی کی لڑی میں پروئے ہوئے ہے درہم برہم ہوجائے گا ، خصوصاً ابھی جبکہ خلافت کے ابتدائی ایام ہیں۔ لہذا آپ کی نظر میں تاخیر زیادہ درست تھی۔

او انه رأی انهم) ای قتلة عثمان رضی اللّٰه عنه **(بُغاة اتَوا ما اتوا)** من القتل **(عن تاویل فاسد استحلوا به دم عثمان)** رضی اللّٰه عنه **(لانکارهم علیه امورا ظنوا انها مبیحة لما فعلوه خطأً و جَهْلاً. و الباغی اذا انقاد الی الامام العَدْل لا یؤاخذ بما اتلف عن تاویل من دم ، کما هو رأی ابی حنیفة)** رضی اللّٰه

یا آپ کی نظر میں یہ تھا کہ قاتلین باغی ہیں اُنہوں نے جو کیا تاویلِ فاسد سے کیا ، تاویلِ فاسد سے حضرتِ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون حلال سمجھا ، کیونکہ قاتلین حضرتِ ذوالنورین پر کچھ باتوں میں معترض تھے اپنی غلطی اور جہالت سے اُن باتوں کو قتل کی وجہِ جواز سمجھ گئے تھے۔ اور باغی جب خلیفۂ برحق کی اطاعت میں آجائے تو پہلے جو بربنائے تاویل خون بہا چکا اُس پر

عنہ (**و غیرہ**) وھو المرجح من قول الشافعی. مختصراً [المسایرہ مع شرح المسامرہ ص۲۷۰، ۲۷۱ واللفظ لھما _ اتحاف شرح احیاء ۲/۳۵۰]

اُس سے مواخذہ نہیں ہے۔ جیسا کہ یہی امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مجتہدین کا اجتہاد ہے ، اور یہی امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے مرجّح ہے ۔

(**و ظن معاویة**) رضی اللہ عنہ (**تاخیر امرھم**) ای قتلة عثمان (**مع عظیم جِنایتھم**) من ھُجومھم علیه دارہ، و ھَتْکھم سِتْر اھله، و نسبوہ الی الجور و الظلم، مع تنصُّله من ذلک، و اعتذارہ من کل ما اوردوہ علیه، و من اکبر جِنایتھم ھَتْک ثلاثة حُرُمٍ، حُرْمة الدم و الشھْر و البلَد (**یوجب الاغراء بالائمة و یعرِض الدماء للسَّفْک**). فمعاویة طلب قتلة عثمان من علی ظانا انه مصیب و کان مخطئا. (**و لم یذھب الی تخطئة علی**) رضی اللہ عنہ (**ذو تحصیل**) و نظر فی العلم اصلاً، بل کان رضی اللہ عنہ مصیباً فی اجتھادہ متمسکاً بالحق. [احیاء العلوم ۱/۱۶۱ _ اتحاف شرح احیاء ۲/۳۵۱]

اور امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں یہ تھا کہ قاتلین کے معاملہ میں تاخیر کرنا جبکہ اُن کا جرم کتنا بڑا ہے کہ امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں آپ پر ہجوم کر آئے اہلِ خانہ کا پردہ نہ رکھا آپ کو ظالم و جابر کہا حالانکہ آپ نے اپنی برأت ظاہر فرمائی اور اُن کا ہر اعتراض دفع کیا ، نیز سب سے بڑا جرم یہ کہ قاتلین تین بے حرمتیوں کے مرتکب ہوئے خون کی بے حرمتی مبارک مہینہ کی بے حرمتی پاک مبارک شہر مدینۂ امینہ کی بے حرمتی اس پر اُن کی سزا فوری نہ ہو تو یہ تو خلفائے مسلمین کی بے حرمتی پر ابھارنا اور اُنہیں قتل پر پیش کرنا ہے۔ تو امیرِ معاویہ نے خود کو برسرِ درست گمان کر کے قاتلین کو حوالہ کرنے کا سیدنا علیِ مرتضیٰ سے مطالبہ کیا ، حالانکہ اس مطالبہ میں وہ خطاء پر تھے۔ اور حضرتِ علی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ کو کسی بھی اہلِ علم صاحبِ نظر نے خطاء پر نہیں مانا بلکہ آپ اپنے اجتہاد میں برسرِ درست برسرِ صواب تھے اور جسے آپ نے اپنی دلیل سمجھا وہ حق تھی۔

اور علامہ تفتازانی نے شرحِ عقائد میں فرمایا

وما وقَع بینھم من المنازعات و المحاربات فله محامل و تاویلات. [شرحِ عقائد ص۱۵۵، ۱۵۶]

اُن کے آپس میں جو اختلافات اور جنگیں ہوئیں وہ بہتر معنی اور صحیح تاویل رکھتی ہیں۔

علامہ بدر الدین محمد بن محمد بن خلیل حنفی معروف بہ ابن الغرس [م ۸۹۴ھ] شرحِ عقائد کی شرح میں اس مقام پر فرماتے ہیں

فله محامل جمیلة تلیق بمراتبھِمُ

اُن باہمی اختلافات اور جنگوں کے وہ محملِ حسن ہیں جو صحابہ

السَّنِيّة ، و تاويلات صحيحة تناسب مقاصدَهُم المرضية ، و لا يقدَح ذلک فی عدالتهم و عُلُوّ شانهم.

[مخطوطه ص۴۳۶]

کے بلند مراتب کے شایاں ہیں اور ایسی تاویلِ صحیح ہیں جو صحابہ کے نیک مقاصد سے ہم آہنگ ہیں۔ اور ان نزاعات ومحاربات سے اُن کی عدالت [وپابندیِ شرع] اور اُن کے عُلُوِّ مرتبت کو نقصان نہیں۔

وہ شمعِ رسالت کے پروانے ہیں پروانے کبھی ایک دوسرے سے ٹکرا بھی جاتے ہیں مگر ٹکرانا اُن کا مقصود نہیں ہوتا اُن کا مقصود شمع پر قربان ہونا ہوتا ہے بس۔

قصاص دینِ اسلام کا مسئلہ اور کیسا عظیم الشان مسئلہ کہ جس نے دین کو نازل کیا فرماتا ہے

وَ لَكُمۡ فِى الۡقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ [پ ۲ ایت ۱۷۹ البقرۃ]

اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو! کہ تم کہیں بچو۔ [کنز الایمان]

—" کیونکہ قصاص مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں گے اور جانیں بچیں گی "— [خزائن العرفان]

اس حکمِ الٰہی کو بچانا **ایک جماعت** کی نظر میں ہے اور اس کے لیے اُنہیں اپنی جان کی پروا نہیں ہے۔

دوسری جانب بابِ مدینۃ العلم کی نظرِ اعلیٰ میں **یا** تو یہ ہے کہ قصاص کی وہ بجا آوری جو امت کی جمعیت کو منتشر کر دے بلائے فتنہ جگائے آزمائش میں ڈال دے اور پوری امت کو خطرے کی نذر کر دے یہ حکمِ الٰہی کی بجا آوری نہیں ، یہ قصاص کو بچانا نہیں بلکہ بیشمار احکامِ الٰہیہ کی بجا آوری کا دروازہ بند کر دینا ہے۔

یا یہ ہے کہ قاتلین نے جو کچھ کیا ایک شبہ سے کیا جیسا کہ مسایرہ و اتحاف سے گذرا۔ وہ شبہ اگرچہ تاویلِ فاسد ہے تاہم مواخذۂ دنیا اٹھا دینے میں تاویلِ صحیح سے لاحق ہے۔

شرحِ فقہ اکبر میں ہے جسے حضرت **تاج الفحول** نے اپنے جواب میں سنداً پیش کیا کہ

و قد کان امر طلحة و الزبیر خطأ غیرَ انهما فعلا ما فعلا عن اجتهاد و کانا من اهل الاجتهاد ، فظاهر الدلائل توجب القصاص علی قتل العَمْد ، و استیصالَ شأن من قصَد دم امام المسلمین بالاراقة علی وجه الفساد ،

حضرتِ طلحہ وحضرتِ زبیر کا جنابِ مرتضیٰ سے جنگ ومطالبۂ قصاص خطاء تھا مگر ان دو حضرات نے جو کیا اجتہاد سے کیا اور وہ حضرات مجتہد تھے۔ چنانچہ نصوصِ شرع کے ظاہر معنی [ظاہر تاویل] سے قتلِ عمد پر قصاص واجب ہے یعنی جن لوگوں نے خلیفۃ المسلمین کا خون براہِ ظلم قصداً بہایا اُن کا نام ونشان نہ رہنے دیا جائے۔

رہا نصوصِ شرع کے اس معنی [اس تاویل] پر آگاہی کہ ..... تاویلِ فاسد مواخذۂ دنیا اٹھا دینے کے بارے میں تاویلِ صحیح سے لاحق اور

یعنی باغی کی تاویلِ فاسد اُس کے طاعتِ امامِ برحق میں آجانے کے بعد مواخذۂ دنیا اٹھا دیتی ہے۔ جیسا کہ ←

فاما الوقوف على الحاق التاويل الفاسد بالصحيح فی حق ابطال المواخذة فهو علم خفی فاز به علی ، لما ورَد عن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله وسلم انه قال له ((انک تقاتل علی التاویل کما تقاتل علی التنزیل.))

و قد ندِما علی ما فعلا ، و کذا عائشة ندِمت علی ما فعلت ، و کانت تبکِی حتی تُبَلَّ خِمارها.

ثم کان معاویة مخطئا ، الا انه فعل ما فعل عن تاویل ، فلم یَصِر به فاسقا. [شرح فقه اکبر ص ۸۱ ۔ ردِ روافض ص۹۴]

[اور وہ تاویلِ دقیق] تاویلِ صحیح کے زمرے میں ہے ...... یہ وہ باریک علم ہے جس تک نظرِ مرتضوی رسا ہوئی۔ جیسا کہ وارد ہے کہ میرے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے جنابِ مرتضیٰ سے فرمایا

((تم سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تنزیل پر جنگ کی جاتی ہے۔))

[یعنی جیسے قرآنِ کریم کو ماننے کے سبب کفار تم سے جنگ کرتے ہیں ، قرآن کے باریک معنی پر تمہارے اعتقاد و عمل کے سبب وہ جن کی نظر رسا نہیں ہوئی تم سے جنگ کریں گے]

اور حضراتِ طلحہ و زبیر سے تو جو کچھ ہوا وہ اُس پر نادم ہوئے ، یونہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے جو ہوا وہ اُس پر نادم ہوئیں ، وہ اتنا روتی تھیں کہ اُن کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی۔

پھر حضرتِ **معاویہ** رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ خطاء پر تھے مگر جو کیا تاویل سے کیا [یعنی نصوص کے ظاہر معنی سے کہ اُسی تک اُن کی نظرِ اجتہاد رسا ہوئی آگے نہیں] لہٰذا آپ [اس مخالفت سے] فاسق نہیں ہوئے۔

تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ جسے حضرت **تاج الفحول** علامہ شاہ عبد القادر بدایونی سے جوابؔ حاصل کرکے اور ترتیب دے کر حضرت علامہ **سید شاہ حسین حیدر حسینی** مارہروی قُدِّسَ سِرُّهُمَا نے شائع فرمایا اُس میں حضرت تاج الفحول نے مشاجراتِ صحابہ کے بارے میں اہلسنّت کا عقیدہ کئی ائمۂ دین کے اقوال سے ثابت و واضح فرمایا ہے۔ اسی سلسلے میں ایک قول شرح فقہ اکبر سے تھا جو اوپر گزرا۔ ایک قول شہنشاہِ بغداد حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی مبارک کتاب

← مسایرہ مسامرہ اور اتحاف سے گزرا نیز شرح فقہِ اکبر میں بھی وہیں اوپر ہے۔ ورنہ بحالِ خروج و بغاوت تو باغی سے جنگ و قتال جائز ہے

فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰهِ ج [پ ۲۶ ایت ۹ الحجرات]

تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔

ؔ اس جواب میں خاص حضرت تاج الفحول کے جو متین و جامع کلماتِ مبارکہ ہیں آخر میں آرہے ہیں۔

غنیۃ الطالبین سے ہے کہ فرماتے ہیں

و اما قتاله رضی اللّٰه عنه لطلحة و الزبیر و عائشة و معاویة رضی اللّٰه عنهم فقد نص الامام احمد رحمه اللّٰه علی الامساک عن ذلک و جمیع ما شجر بینهم من منازعة و منافرة و خصومة، لان اللّٰه تعالیٰ یزیل ذلک من بینهم یوم القیامة کما قال عَزَّ وَجَلَّ ﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴾ [پ ۱۴ ایت ۴۷ الحجر]

و لان علیا رضی اللّٰه عنه کان علی الحق فی قتالهم، لانه کان یعتقد صحة امامته علی ما بینا من اتفاق اهل الحَلّ و العَقد من الصحابة علی امامته و خلافته.

فمن خرج عن ذلک بعدُ و ناصبه حَرْبا کان باغیا خارجا علی الامام، فجاز قتاله.

و من قاتله من معاویة و طلحة و الزبیر طلبوا ثأر عثمان بن عفان خلیفة الحق المقتول ظلما، و الذین قتلوه کانوا فی عسکر علی رضی اللّٰه عنه، فکل ذهب الی تاویل صحیح.

فاحسن احوالنا الامساکُ فی ذلک، و ردّهم الی اللّٰه عز وجل، و هو احکم الحاکمین و خیر الفاصلین.

رہا سیدنا علیِّ مرتضٰی سے حضراتِ طلحہ و زبیر اور سیدہ عائشہ رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی جنگ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ اور جو کچھ اُن حضرات کے آپس میں اختلاف و دوری و دوموقفی ہوئی اس میں نہ پڑو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت یہ اُن سے زائل فرمادے گا ، جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے عَزَّ جَلَالُہٗ ﴿اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے﴾

نیز اس لیے کہ حضرتِ علی مرتضٰی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اس جنگ میں حق پر تھے کیونکہ جماعتِ صحابہ کے اربابِ حل وعقد بالاتفاق آپ کو امام وخلیفہ تسلیم کر چکے تھے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا اس وجہ سے آپ خود کو خلیفۂ برحق جانتے تھے۔

اب جو دائرۂ اطاعت سے باہر ہو اور آپ کے سامنے جنگ کی نوبت کھڑی کرے وہ باغی ہے امامِ برحق پر خروج کرنے اور مقابلہ پر آنے والا ، تو اُس سے جنگ جائز ہے۔

اور حضراتِ **معاویہ** وطلحہ وزبیر جنہوں نے حضرتِ علی مرتضٰی سے جنگ کی یہ آپ سے مطالبہ کُناں تھے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لیں جو کہ خلیفۂ برحق تھے اور ظلماً شہید کیے گئے جبکہ قاتلین آپ کے لشکر میں تھے۔

تو **ہر ایک** کی **نظر** میں **تاویلِ صحیح** ہے۔ [یعنی ہر ایک نے نصوصِ شرع سے ایسا معنی لیا جو بجائے خود صحیح ہے ، ہاں قاتلین پر اُسے جاری کرنے میں ایک جانب سے خطاء ہوئی]

لہذا **ہمارے لیے بہتر** یہ ہے کہ ہم اس معاملہ میں **نہ پڑیں** اور اسے اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کے سپرد کریں ..... وہ احکم

و الاشتغالُ بعيوب انفسنا و تطهيرِ قلوبنا من امهات الذنوب و ظواهرنا من مُوبِقات الامور.

و اما خلافة معاوية بن ابی سفيان فثابتة صحيحة بعد موت علی رضی اللّٰه عنه و بعد خَلْع الحسن بن علی رضی اللّٰه عنهما نفسَه من الخلافة و تسليمها الی معاوية لرأی رآه الحسن و مصلحةٍ عامة تحققت له و هی حَقْن دِماء المسلمين و تحقيقِ قول النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فی الحسن رضی اللّٰه عنه ((ان ابنی هذا سيد يُصلِح اللّٰه تعالیٰ به بين فِئَتَيْن عظيمتين من المسلمين)).

فوجَبت امامته بعَقْد الحسن له، فسمی عامُه عامَ الجماعة، لارتفاع الخلاف بين الجميع و اتباع الكل لمعاوية رضی اللّٰه عنه. [غنیۃ الطالبین ۱/۱۶۱، ۱۶۲ ۔ ردِ روافض ص۷۱، ۷۲]

الحاکمین ہے بہتر فیصلہ فرمانے والا ..... ہم **اپنے** نفس کے **عیوب** دیکھنے ، بڑے بڑے **گناہوں** سے دل کو **پاک** کرنے اور مہلک چیزوں سے ظاہر کو ستھرا کرنے میں لگیں۔

رہی حضرتِ امیر معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت تو اُس وقت سے صحیح وثابت ہے جب شہادتِ مولیٰ علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے بعد امامِ حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ خلافت سے دست بردار ہوگئے اور خلافت امیرِ معاویہ کو سونپ دی ، کیونکہ یہ آپ کی نظرِ اجتہادتھی ، اور عام مسلمانوں کی بھلائی آپ نے اس میں دیکھی یعنی مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت ، اور اپنے بارے میں اپنے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس غیبی خبر کو سچ کردکھایا کہ ((میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا))۔

تو امامِ مجتبیٰ کے قبول فرمالینے کے بعد حضرتِ امیرِ معاویہ کی خلافت واجب ہوگئی اوراس سال کا نام عام الجماعۃ رکھا گیا یعنی جمعیت واتفاق کا سال۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کے بیچ سے اختلاف اٹھ گیا اورسب امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی طاعت میں آگئے۔

نیز عارفِ ربانی امام شعرانی کی اليواقيت کا قول پیش فرمایا کہ

و كيف يجوز الطَّعْن فی حَمَلة ديننا و فيمن لم يأتنا خَبَرٌ عن نبينا الا بواسطتهم، فمن طعَن فی الصحابة فقد طعَن فی نفس دينه.

فيجب سَدّ الباب جملةً واحدةً، لَا سِيَّما الخَوْضُ فی امر معاوية و عمرو

اورکیسے اُن حضرات پر طعن روا ہوگا جو ہم تک ہمارا دین پہنچانے والے ہیں اوروہ ہیں کہ ہمیں اپنے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو کچھ پہنچا ہے اُنھی حضرات کے واسطے سے پہنچا ہے۔ لہذا جو صحابہ پر طعن کرے وہ خود اپنے دین پر طعن کرے گا۔

تو حفظِ دین کے لیے ضروری ہے کہ صحابہ پر طعن کا دروازہ ہی سرے سے بندکردیاجائے ، خصوصاً حضرتِ **معاویہ** حضرتِ

بن عاص و اَضرابھما. [الیواقیت و الجواھر ۲/۴۴۵ ـ ردِ روافض ص۶۹]

عمرو بن عاص اور ان کے ہم نظر اہلِ اجتہاد کے بارے میں تفتیش کا بالکلیہ سدّ باب کردیا جائے۔

نیز شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تکمیل الایمان سے پیش فرمایا کہ

ونزاعے وخلافے کہ از مخالفان در زمانِ خلافتِ وے کَرَّمَ اللّٰہُ وَجُھَہٗ بوجود آمدنہ در استحقاقِ خلافت وحقِ امامت بود بلکہ منشاءِ آں بغی وخروج وخطاء در اجتہاد کہ تعجیل عقوبتِ قاتلانِ عثمان باشد بود۔ پس معاویہ و عائشہ رضی اللہ عنہا بر آں آمدند ودریں جانب افتادند کہ زود عقوبتِ قاتلان باید کرد وعلیِ مرتضٰی وصحابۂ دیگر بتاخیرِ آں رفتند۔ [تکمیل الایمان ص۷۶ ـ تصحیح العقیدہ ص۱۳ ـ ردِّ روافض ص۹۸]

امیر المومنین علیِ مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجُھَہٗ کے دورِ خلافت میں کچھ صحابہ کی طرف سے جو نزاع ومخالفت ہوئی وہ آپ کے استحقاقِ خلافت و حقِ امامت میں نہ تھی ، بلکہ اس کا منشأ بغاوت اور خطائے اجتہادی تھی یعنی یہ کہ قاتلینِ عثمان کی سزا فوراً ہو۔ چنانچہ حضرتِ معاویہ وسیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظرِ اجتہاد میں یہ تھا کہ یہ سزا فوراً ہونی چاہیے ، اور حضرتِ مرتضٰی اور دیگر صحابہ کی نظرِ اجتہاد میں یہ تھا کہ اس میں تاخیر ہونی چاہیے۔

نیز اسی سے پیش فرمایا کہ

نَکُفّ عن ذکر الصحابة الا بخیر روشِ اہلِ سنّت و جماعت آن است کہ صحابۂ رسول را جز بخیر یاد نکنند، ولعن وسب وشتم و اعتراض وانکار بر ایشاں نکنند، و با ایشاں براہِ سوء ادب نروند ، **از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت** صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ، وورودِ فضائل و مناقبِ ایشاں در آیات واحادیث عموماً۔ [تکمیل الایمان ص۹۶ ـ تصحیح العقیدہ ص۱۳ ـ ردِ روافض ص۹۵]

ہم صحابہ کا تذکرہ صرف خیر سے کریں۔ اہلِ سنت و جماعت کا مذہب وعقیدہ یہی ہے کہ صحابۂ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچھائی ہی سے یاد کریں ، لعن طعن گالی گلوچ اور ردو اعتراض سے پرہیز کریں ، اور صحابۂ کرام کے ساتھ بے ادبی نہ کریں ، تاکہ **اُن حضرات** نے جو **حضور سیدِ عالَم** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مرتبۂ صحابیت کی **سعادت** پائی اس **مرتبۂ صحابیت** کا ہماری طرف سے **ادب** و **احترام برقرار رہے** ، اورآیات واحادیث میں جو سب صحابہ کی تعریف اور فضائل بیان فرمائے گئے ہیں اُن آیات و احادیث کے ساتھ ہمارا کامل اعتقاد وادب محفوظ رہے۔

ولہذا ان ائمۂ شریعت وطریقت کے سچے نائب سچے وارث اور سچے ترجمان نے جسے ان اسلاف کے کلمات کی برکات سے حظِّ وافر ملا انہی **اسلافِ اہلسنّت کی اتباع** سے فرمایا کہ

اللہ عزَّ وَجلَّ فرماتا ہے "۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ط وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ [پ ۲۷ ایت ۱۰ الحدید]

تم میں برابر نہیں جنہوں نے فتحِ مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ درجے میں اُن سے بڑے جنہوں نے بعد میں خرچ وقتال کیا اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرو گے۔

اللہ عزَّ وَجلَّ نے صحابۂ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا ایک مومنینِ قبلِ فتحِ مکہ دوسرے مومنینِ بعدِ فتحِ مکہ ، فریقِ اول کو فریقِ دوم پر فضیلت بخشی ، اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا۔

اور **مریض القلب** معترضین جو اُن پر **طعن** کریں کہ "فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا" اگر **ایمان رکھتے ہوں** تو اُن کا منہ تتمۂ آیت سے بند فرمادیا کہ

﴿وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾

مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو مگر میں تو تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔

اب یہ بھی قرآنِ عظیم ہی سے پوچھ دیکھیے کہ اللہ عزَّ وَجلَّ نے جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اُس کے لیے کیا ہے؟..... فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى لا اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لا لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ج وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ج لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ط هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ [پ ۱۷ ایت ۱۰۱ تا ۱۰۳ الانبیاء]

بیشک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اُس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے وہ قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ اُنہیں غمگین نہ کرے گی اور ملائکہ اُن کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

[طعن کرنے والے اگر یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن مرنا ہے اور اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ان کے لیے بھی کسی آیت کسی حدیث میں ایسا وعدہ ہے؟.....]

ان ارشاداتِ الٰہیہ کے بعد مسلمان کی شان نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کرے۔ **بفرضِ غلط بفرضِ باطل** طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اُس سے ہزار حصے زائد سہی ، اُس سے یہ کہیے

انتم اعلم ام اللّٰہ کیا **تم زیادہ جانو یا اللہ**

کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی؟..... بایں ہمہ [اس کے باوجود] وہ ان سے فرما چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا ، تمہارے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں ، تو اب اعتراض نہ کرے گا مگر وہ جسے اللّٰہ عَزَّ وَجَلّ پر اعتراض مقصود ہے "ـــ مختصراً [فتاوی رضویہ ۱۱/۴۰ ، ۴۱]

☆

ـــ" اہلسنّت کے عقیدہ میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعظیم فرض ہے ، اور اُن میں سے کسی پر طعن حرام ، اور اُن کے مشاجرات میں خوض ممنوع۔ حدیث میں ارشاد فرمایا

اذا ذکر اصحابی فامسکوا. جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو [۱۱/۱۰۴]

رب عَزَّ وَجَلّ کہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اُس نے صحابۂ سیدِ عالَم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائی قبل الفتح جنہوں نے فتحِ مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنینِ بعد الفتح جنہوں نے بعد کو ، فریقِ اول کو دوم پر تفضیل عطاء فرمائی ، اور ساتھ ہی فرمادیا

﴿دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا﴾

اور اُن کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا

﴿اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے﴾

یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بایں ہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا خواہ سابقین ہوں یا لاحقین۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عَزَّ وَجَلّ کا یہ **ارشادِ عام** سن کر کبھی **کسی صحابی** پر نہ **سوءظن** کرسکتا ہے نہ اُس کے **اعمال** کی **تفتیش**۔ **بفرضِ غلط** کچھ بھی کیا تم حاکم ہو؟..... یا اللہ۔ تم زیادہ جانو؟..... یا اللہ۔ انتم اعلم ام اللّٰہ. دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا کہ

مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا

اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے؟..... "ـــ مختصراً [فتاوی رضویہ ۱۱/۶۴ ، ۶۵]

☆

ـــ" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے **ہر صحابی** کی یہ شان اللہ عَزَّ وَجَلّ بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور اُن کے بعض معاملات جن میں **اکثر حکایاتِ کاذبہ** [جھوٹی گڑھی ہوئی روایتیں] **ہیں ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں**۔

رب عَزَّ وَجَلّ نے اُسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریقِ صحابہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم سے

بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمایا

﴿اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے﴾

بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔

اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی [م ۱۰۷۰ھ] نسیم الریاض شرحِ شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں

و من یکون یطعن فی معاویۃ ، فذاک کلب من کلاب الھاویۃ.	جو حضرتِ امیر معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔ ’’ــــ [ایضاً ۸۵ ، ۸۶]
[نسیم الریاض ۴۳۰/۳]	

ــــ ’’ حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلۂ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم سے ہیں ، صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعا فرمائی

اللّٰھم اجعله ھادیا مھدیا و اھدِ به. (۱)

الٰہی اسے راہ نما راہ یاب کر اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے۔ ’’ــــ [ایضاً ۹۵]

☆

ــــ ’’ اہلسنّت کے نزدیک امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطاء خطائے اجتہادی تھی۔ **اجتہاد پر طعن جائز نہیں۔**

خطائے اجتہادی دو قسم ہے مقرر و منکر۔

مقرّر وہ جس کے صاحب کو اُسی پر برقرار رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

اور منکَر وہ جس پر انکار کیا جائے گا جبکہ اُس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ جیسے اجلۂ اصحابِ جَمل رضی اللہ تعالیٰ عنھم کہ قطعی جنتی ہیں ، اور اُن کی خطاء یقیناً اجتہادی ، جس میں کسی نامِ سنیت لینے والے کو محلِ لب کشائی نہیں ، بایں ہمہ اُس پر انکار لازم تھا ، جیسا امیر المومنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْھَهُ الْکَرِیْم نے کیا۔

باقی **مشاجراتِ** اصحاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم میں مداخلت **حرام** ہے ، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

---

(۱) سنن الترمذی ، باب مناقب معاویۃ بن ابی سفیان رقم ۳۸۴۲ ، مسند امام احمد بن حنبل رقم ۱۸۳۸۱۔

اذا ذکر اصحابی فامسکوا جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ستکون لاصحابی زَلّة یغفِرھا اللّٰہ لھم لسابقتھم ، ثم یأتی من بعدھم قوم یَکُبُّھم اللّٰہ علی مَناخرھم فی النار. (۱)	قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو اُن کو میری سرکار میں ہے۔ پھر اُن کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کردے گا۔

یہ وہ ہیں جو ان لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے۔

بیشک امامِ مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی اور اس سے صلح وبندشِ جنگ مقصود تھی اور یہ صلح وتفویضِ خلافت ، اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامِ حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا

ان ابنی ھذا سید ، لعل اللّٰہ ان یُصلِح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین. (۲)	بیشک میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔

امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے امامِ مجتبیٰ ہرگز اُنہیں تفویض نہ فرماتے ، نہ اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم "۔ مختصراً [فتاوی رضویہ ۱۱/۱۰۴ ، ۱۰۵]

لفظ باغی و بغاوت

بعض عبارات میں حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے گروہ کے لیے بغاوت و باغی کا لفظ آیا ہے اس کا وہ معنیٰ نہیں ہے جو عرف میں سمجھا جاتا ہے ، بلکہ وہ شریعتِ مطّہرہ کا ایک اصطلاحی لفظ ہے۔

۔" عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلۂ امامِ برحق کو کہتے ہیں عناداً ہو خواہ اجتہاداً۔ "۔

[بہارِ شریعت ۱/۷۶]

اور مجتہد سے جو ہو وہ عناداً نہیں۔ کیونکہ

۔" خطائے عنادی یہ مجتہد کی شان نہیں۔ "۔ [ایضاً ۱/۷۵]

---

(۱) المعجم الاوسط ، باب من اسمہ بکر رقم ۳۲۱۹۔

(۲) صحیح البخاری ، کتاب المناقب ، باب مناقب الحسن و الحسین رقم ۳۷۴۶۔

[تو حضرتِ معاویہ کے حضرتِ مرتضٰی سے جنگ ومقابلہ پرآنے کو جو بغاوت سے تعبیر کیا گیا وہ بغاوت
عناد کے معنی میں نہیں ، یعنی اس کی بناء دشمنی وسرکشی نہ تھی ، بلکہ خطائے اجتہادی تھی]

اور

__" امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے ، اُن کا مجتہد ہونا حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیثِ صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد سے صواب وخطاء دونوں صادر ہوتے ہیں۔
خطاء دوقسم ہے خطأِ عنادی یہ مجتہد کی شان نہیں۔
اور خطائے اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے ، اوراس میں اُس پر عنداللہ اصلاً مواخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں وہ دوقسم ہے خطائے مقرر کہ اُس کے صاحب پر انکار **نہ** ہوگا ، یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو۔ جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ دوسری خطائے منکر یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اُس کی خطاء باعثِ فتنہ ہے۔
حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا امیرالمومنین علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے خلاف اسی قسم کی خطاء کا تھا۔ "__ [بہارِ شریعت ۱/۷۵]

اور اسی کے اعتبار سے

__" گروہِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اطلاقِ فئہ باغیہ آیا ہے۔
مگر اب کہ باغی بمعنی مفسد ومعاند وسرکش ہوگیا اور دشنام سمجھا جاتا ہے اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔ "__ [بہارِ شریعت ۱/۷۶]

جیسے لفظِ ضعیف

جیسے کسی حدیث کے بارے میں یہ سن کر کہ "یہ ضعیف ہے" جاہلوں کا اور ان سے بڑھ کر اجہل غیر مقلدوں کا ذہن ادھر جاتا ہے کہ واقع میں یہ روایت باطل وبے بنیاد ہے جھوٹی ہے گڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اصطلاحِ محدثین میں ضعیف کا یہ معنی نہیں ہے۔

حدیث وفقہ کے جامع محقق علامہ کمال الدین ابن ھمام فرماتے ہیں

لیس معنی الضعیف الباطل فی نفس الامر بل لا لم یثبت بالشروط المعتبرة عند اھل الحدیث مع تجویز کونہ صحیحا فی نفس الامر فیجوز ان یقترن قرینة تحقق

ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے ، **بلکہ** یہ کہ جو **شرطیں** اہلِ حدیث نے اعتبار کیں **اُن پر نہ آئی** ، اس کے ساتھ جائز ہے کہ واقع میں صحیح ہو۔ تو ممکن کہ کوئی ایسا قرینہ ملے جو ثابت کردے کہ وہ صحیح ہے اور راویِ ضعیف

ذلک و ان الراوی الضعیف اجاد فی هذا المتن المعین فیحکُم به. [فتح القدیر ۱/۴۶۳]

نے یہ حدیث خاص اچھے طور پر ادا کی ہے ، اُس وقت با وصفِ ضعفِ راوی اس کی صحت کا حکم کر دیا جائے گا۔ [فتاوی رضویہ ۲/۴۵۸]

__" مگر عوام کے سامنے ایسی جگہ [جہاں معنیٰ روایت صحیح ومقبول ہو] تضعیفِ سند کا ذکر ابطالِ معنیٰ کی طرف منجر ہوتا ہے۔ "__ [فتاوی رضویہ مترجم ۲۷/۴۷]

ایسا ہی لفظِ ''باغی'' یا ''بغاوت'' کا اطلاق ہے۔

نُصحِ طالبِ حق و متارکۂ باطل پسند

جسے فکر ہو کہ ایک دن مرنا ہے اور تنِ تنہا اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے وہ دیکھے کہ اُس نے کیا عقیدہ رکھا ہے؟..... جانتے ہو؟..... اہلسنّت کے عقیدے کی شان کیا ہے؟.....

اہلسنّت کا عقیدہ وہ ہے جو صحابۂ مہاجرین وانصار واہلِ بیت نے اپنے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم کے ارشاد سے جانا مانا اُن سے تابعین نے جان کر مانا تابعین سے تبع تابعین ائمۂ مجتہدین اولیائے کرام و علمائے ربانیین نے جان کر مانا۔

تو وہ جسے ہم نے بعض اہم اہم کتابوں اور اکابر علمائے ربانیین و بزرگانِ دین سے پیش کیا وہ **صحابۂ مہاجرین** و **انصار** و **اہلِ بیت** سے حاصل کیا ہوا ہمارے ائمۂ **اہلسنّت پیشوایانِ شریعت** و **طریقت کا عقیدہ** ہے ، غرض کہ اسلافِ اہلسنّت سے لے کر آج تک اور آج سے تا قیامِ قیامت **امتِ مرحومۂ اجابت** کا **عقیدہ** ہے۔

اب کسی کو صحابہ واہلِ بیت اور اُن کے سچے قدم بہ قدم حضراتِ علماء واولیاء کا ساتھ چھوڑ کر اُن سے منہ موڑ کر اپنے من کو بھاگئے یا کسی ہندی چندی کو پسند آئے کسی تیرہ وتار خیال کے پیچھے چلنے کا نشہ ہے تو وہ جانے۔ مگر یہ نشہ کب تک؟..... یہ تھوڑی دیر کا اندھیرا ہے دم کے دم میں سویرا ہے

بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت   کہ باکہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

قیامت کے دن سپیدۂ صبح کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ

اندھیری گھپ رات میں کس خیال کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔

کسی بھی صحابی کی شان میں طعن و تشنیع کا حکم

شیخ محقق دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

وبالجملہ سب ولعن درایشاں اگر مخالفِ دلیلِ قطعی بود کفراست، والابدعت وفسق بود۔

[تصحیح العقیدہ ص۱۳ ۔ تکمیل الایمان ص۹۷]

خلاصہ یہ کہ صحابہ پر لعن طعن اگر دلیلِ قطعی کے مخالف ہو تو کفر ہے ، ورنہ بدعت وفسق ہے۔

علامہ تفتازانی فرماتے ہیں

فسبّھم و الطعن فیھم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر و الا فبدعۃ و فسق.

[شرحِ عقائد مجلس برکات مبارکپور ص۱۵۶]

صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے اور اُن پر اعتراض کرنے میں اگر ایسی بات کہا جو دلیلِ قطعی کے خلاف ہو تو وہ بات کفر ہے ، ورنہ بدعت وفسق ہے۔

نیز شفاء شریف میں امام قاضی عیاض مالکی نے حضرتِ **امام مالک** کا جو چار ائمۂ مجتہدین میں سے ایک ہیں رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم قول روایت کیا کہ

قال مالک رحمہ اللّٰہ من شتم احداً من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابابکر او عمر او عثمان او معاویۃ او عمرو بن العاص ، فان قال کانوا علی ضلال و کفر قُتِل ، و ان شتمھم بغیر ھذا من مشاتمۃ الناس نُکِّل نکالا شدیدا. [الشفاء ۲/۳۰۸ نسیم ۴/۵۶۵ ردِ روافض ص۲۷ مرتبہ حضرت سید حسین حیدر مارہروی]

امام مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو کسی صحابی کو گالی دے ، حضرتِ ابو بکر کو یا حضرتِ عمر کو یا حضرتِ عثمان کو یا حضرتِ معاویہ کو یا حضرتِ عمرو بن عاص کو تو اگر یہ کہے کہ وہ گمراہی پر تھے کفر پر تھے تو اس گالی دینے والے کی سزا قتل ہے۔ اور اگر اس کے سوا جیسی لوگوں میں باہم گالی گلوچ ہوتی ہے ویسی دے تو اسے سخت سزا دی جائے۔

تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ میں حضرت سیدِ ذی شرف حسین حیدر حسینی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ و الرضوان کا سوال ہے

سوال:- و ما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم.

بموجَب مذہبِ مختارِ جمہور محققینِ اہلِ سنت و جماعت علی الاطلاق حکمِ کفر بر محاربینِ عہدِ خلافتِ جناب مرتضوی صحیح است یا نے؟.....

وآں حضرتِ طلحہ وحضرتِ زبیر وحضرتِ

سوال:- اور میری توفیق نہیں ہے مگر اللہ بلند و برتر کی طرف سے۔

حضرتِ علی مرتضٰی کے دورِ خلافت میں جن لوگوں نے آپ سے جنگ کی کیا جمہور محققینِ اہلِ سنت و جماعت کے مذہبِ مختار میں اُن پر مطلقاً کفر کا حکم ہے؟..... یا نہیں؟.....

معٰویہ وحضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم را تعظیم وتکریم نمودن یعنی لفظِ رضی اللہ عنہم وغیرہ گفتن لازم است، یا بطعن وتحقیر یاد کردن؟......

وازطعن وتحقیر شاں خروج از اہلِ سنت لازم می آید یانے؟...... [تصحیح العقیدہ ص۳]

حضرتِ طلحہ حضرتِ زبیر حضرتِ معٰویہ حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم وتکریم کرنا یعنی لفظِ رضی اللہ عنہم وغیرہ کہنا لازم ہے؟...... یا طعن وبے ادبی سے یاد کرنا؟......

اور ان کی شان میں طعن وبے ادبی کرنے پر اہلسنّت سے خارج ہونا لازم آتا ہے یانہیں؟......

حضرت تاج الفحول علامہ شاہ عبد القادر بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے جواب دیا

الجواب

بموجَب مذہبِ مختارِ جمہور محققین از اہلِ سنت چنانکہ از کتبِ معتمدۂ عقائد و حدیث و اصول ثابت است محاربینِ حضرت جناب امیر المومنین خاتم الخلفاء الراشدین را کہ سہ فرقہ بودند ودر فتنہ افتادند ہرگز کافر نتواں گفت۔

اما فرق در ہر سہ فریق آنکہ رؤسائے محاربینِ جنگِ جَمل ...... یعنی حضرتِ طلحہ وحضرتِ زبیر رضی اللہ عنہما کہ از عشرۂ مبشرہ اند وحضرت ام المومنین کہ زوجہ محبوبہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اند ...... غرضِ اصلی شان ہرگز از جدال وقتال نبودہ، صرف اصلاحِ حالِ مسلمین مدِّ نظر بود، کہ بیک ناگاہ اتفاقِ جنگ افتادہ۔

ومع ذلک ہر سہ صاحبان ازاں رجوع فرمودند، چنانکہ بروایاتِ معتمدہ ثابت است، پس ...... باوجودیکہ از خطائے اجتہادی کہ مستوجبِ یک ثواب است ارتکاب ایں امر نمودند ...... اما بالآخر چوں رجوع فرمودند حالا استحقاق اطلاقِ

جمہور محققینِ اہلسنّت کے مذہبِ مختار میں جیسا کہ عقائد و حدیث واصول کی کتبِ معتمدہ سے ثابت ہے حضرت امیر المومنین خاتم الخلفاء الراشدین سے جنگ کرنے والے جو کہ تین گروہ تھے اور فتنہ میں پڑے تھے اُنہیں ہرگز کافر نہیں کہہ سکتے۔

رہا تینوں گروہوں میں فرق تو جنگِ جمل والوں کے سربراہ ...... یعنی حضرتِ طلحہ وحضرتِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جوکہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت ام المومنین صدیقہ جو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم کی پاک پیاری زوجۂ مطہّرہ ہیں ...... ان حضرات کا اصل مقصد جنگ نہ تھا، صرف مسلمانوں کی اصلاحِ حال مدّ نظر تھی، اسی اثناء میں اچانک جنگ چھڑ گئی۔

اور اس کے باوجود تینوں حضرات نے جنگ سے رجوع فرمایا، جیسا کہ معتمد روایات سے ثابت ہے۔ تو ان حضرات کا جنگ پر اقدام باوجودیکہ خطائے اجتہادی سے تھا جس پر [گناہ نہیں ہوتا بلکہ] ایک ثواب ملتا ہے لیکن بالآخر جب رجوع فرمالیا تو اب لفظِ باغی کا اطلاق

لفظِ باغی ہم حقیقۃً صحیح نیست۔

ورؤسائے محاربینِ جنگِ صفین یعنی حضرتِ معاویہ وحضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ ہم از صحابۂ کرام بودہ اند دراشتباہ افتادہ از خطاءِ خود بابہ اصرار جنگ وقتال بار بار نمودہ اند۔

وایں گروہ ہر چند قتال از خطاءِ اجتہاد نمودہ است اما خطائے شاں واجب الانکار بودہ است۔

ودر اطلاقِ لفظِ باغی برایشاں اختلاف است اما صحیح آں است کہ صحیح است۔

ومع ذلک تعظیمِ شاں بجہتِ شرفِ صحبتِ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بموجَبِ مذہبِ جمہور اہلِ سنت لازم است، چہ شرعا ایں بغاوت وخطاء کہ از عمد نبودہ مستلزمِ فسق و عصیان نیست

((رُفِعَ عن امتی الخَطَأُ و النِّسیان)) ع

شاہدِ آنست، وخطائے صحابۂ کرام مَعْفُوٌّ ومغفور۔

وایشاں گو معصوم نیند امادر خطاءِ ایشاں معذور بلکہ ماجور اند۔

پس بسببِ ایں خطاء بشاں بے ادبی نمودن و از تعظیمِ شاں ..... کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اند ..... باز ماندن خروج

بھی حقیقۃً صحیح نہیں۔

جنگِ صفّین والوں کے سربراہ ...... یعنی حضرتِ معاویہ و حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کہ یہ بھی صحابۂ کرام سے ہیں ...... اشتباہ میں پڑے اور اپنی خطاء پر اصرار سے بار بار جنگ وجدال کیے۔

اور اس گروہ نے جنگ جو کچھ کی خطائے اجتہادی سے کی لیکن ان کی خطاء واجب الانکار تھی۔

اور ان پر لفظِ باغی کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ صحیح ہے۔

اور اس کے باوجود اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کے صحابی ہونے کا شرف انہیں حاصل ہے ان کی تعظیم لازم ہے ، کیونکہ شرعاً یہ بغاوت وخطاء جو کہ عمداً نہ تھی [یعنی اُن کا قصد بغاوت کرنے وخطاء کا نہ تھا ، بلکہ حمایتِ حق حفظِ دین واصلاحِ حالِ مسلمین کا قصد تھا لہذا] اس [بغاوت وخطاء] سے فسق وگناہ لازم نہیں ہے۔

رُفِعَ عن امتی الخَطَأُ و النِّسیان ع

[میری امت سے خطاء اور بھول پر مواخذہ نہیں]

اس پر شاہد ہے۔ اور صحابۂ کرام کی خطاء معاف ہے ، اور اسے بخش دیا گیا ہے۔

اور یہ حضرات اگرچہ معصوم نہیں ہیں لیکن اپنی خطاء میں معذور ہیں بلکہ [بوجہِ اجتہاد] ان کے لیے اجر وثواب ہے۔

لہذا اس خطائے اجتہادی کے سبب ان کے ساتھ بے ادبی

ے اس شرعی معنی کے اعتبار سے کہ وہ اپنے اجتہاد سے امامِ برحق کے مقابل کھڑے ہوئے۔ اور ممانعتِ اطلاق جو اوپر گذری بوجہِ ایہام ہے۔

ع مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الصید و الذبائح ، فصلِ اول [۳۲۱/۴] ، نیز ملاحظہ ہو فتح الباری [۶۵۹/۶] ، نصب الرأیۃ [۶۴/۲] وغیرہ۔

از اہلِ سنت است۔ مذہبِ اہلِ سنت ہمیں قدر است کہ جنابِ امیر ارشاد فرمودہ

اخواننا بَغَوْا علینا ۵

زیادہ ازیں طعن بروشاں طعن بر جنابِ مرتضوی است۔

تفصیلِ ایں مسئلہ در احیاء العلوم و یواقیت و شرحِ فقہِ اکبر و مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ شریف و مجمع البحار و صواعقِ محرقہ و شفائے قاضی عیاض وغیرہا باید دید۔

و آنچہ در بعض کتبِ مناظرۂ شیعہ و سنی کہ متاخرین بنا بر روایاتِ تاریخیہ الفاظِ مبہمہ مجملہ بطورِ تسلیم و تنزل و تجوز و تحمل می نویسند برخلافِ تصریحاتِ عقائدِ سلف مدارِ اعتقاد بر آں نتواں نہاد۔

مذہبِ مختارِ جمہور محققین از حضراتِ صوفیہ و محدثین و فقہاء و متکلمین ہمینست، پس انکارِ آں ضلالِ مبین است۔

دریں مقام بعض اقوالِ ائمۂ دین باختصار نقل نمودہ می آید الخ

[تصحیح العقیدہ ص۳، ۴]

کرنا اور ان کی تعظیم سے ..... جو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کے صحابی ہونے کا شرف رکھتے ہیں ..... باز رہنا یہ اہلسنّت سے خارج ہونا ہے۔

اہلسنّت کا مذہب بس یہ ہے جو امیر المومنین علی مرتضٰی نے ارشاد فرمایا

اخواننا بَغَوْا علینا ۵ [ہمارے بھائیوں نے ہم سے بغاوت کی، یعنی حضرتِ معاویہ وعمرو بن عاص ہمارے ہیں، ہمارے بھائی ہیں، بس اتنا ہے کہ خطائے اجتہادی سے ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں]

اس سے زیادہ ان حضرات پر طعن جنابِ مرتضٰی پر طعن ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل احیاء العلوم یواقیت شرح فقہِ اکبر مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ شریف مجمع البحار صواعقِ محرقہ اور شفاء قاضی عیاض وغیرہ میں دیکھنی چاہیے۔

اور وہ جو شیعہ وسنی کی بعض کتبِ مناظرہ میں متاخرین کتبِ تواریخ کی روایات کی بناء پر تصریحاتِ عقائدِ سلف کے برخلاف مبہم ومجمل الفاظ بطورِ تسلیم وتنزل و تجوز وتحمل لکھتے ہیں اُن پر اعتقاد کا مدار نہیں رکھا جاسکتا۔

جمہور محققین حضراتِ صوفیہ و محدثین و فقہاء و متکلمین کا پسندیدہ مذہب یہی ہے [جو اوپر مذکور ہوا] لہذا اس مذہب کا **انکار کھلی گمراہی** ہے۔

یہاں بعض اقوالِ ائمۂ دین اختصار کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں الخ

[ان اقوال میں سے بعض ہم ماقبل میں پیش کر چکے ہیں]

اور برکاتِ اکابر سے حظِّ وافر کے نائل امام اہلسنّت قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ نے فرمایا

---

۵ امام بیہقی سنن کبری میں راوی ہیں

سئل علی رضی اللہ عنه عن اهل الجمل فقال : اخواننا بغوا علینا. [السنن الکبریٰ ۸/۳۱۵، ۳۰۰]

— ” جو [نسبت] حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پرنور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا ومولیٰنا علیِ مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْھَہُ الْاَسْنیٰ سے [ہے] ، کہ

فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدستِ حیدرِکرّار ، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار ، طعن اُن پر بھی کارِ فُجّار۔

جو معاویہ کی حمایت میں عیاذاً باللہ اسد اللہ کے سبقت واولیت و عظمت واکملیت سے آنکھ پھیرلے وہ ناصبی یزیدی ، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت وخدمت و نسبتِ بارگاہِ رسالت بھلادے وہ شیعی زیدی۔

یہی روشِ آداب بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالیٰ ہم اہلِ توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔ “—

[فتاوی رضویہ ۴/۴۴۸]

وَ اللّٰہُ یَھْدِیْ مَن یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ چلائے۔

کلمۂ آخریں

امام قاضی عیاض عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَ الرِّضْوَانُ شفاء شریف میں فرماتے ہیں

و من توقیرہ و برّہ صلی اللہ علیہ وسلم توقیر اصحابہ و بِرُّھم و معرفۃ حقھم و الاقتداء بھم و حُسن الثناء علیھم و الامساک عما شجَر بینھم و معاداۃ من عاداھم و الاضراب عن اَخبار المورخین وجَھَلۃ الرواۃ وضُلّالِ الشیعۃ والمبتدعین القادحۃ فی احد منھم و اَنْ یُلتمس لھم فیما نقل عنھم من مثل ذلک فیما کان بینھم من الفِتَن احسنُ التاویلات و یُخَرَّج لھم اصوبُ المَخارج اذ ھم اھل ذلک و لا یذکر احد منھم بسوء و لا یُغمص علیہ امر بل تذکر حَسَناتھم و فضائلھم و حمید سِیَرِھم ، و یُسکت عما وراء

یہ بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی تعظیم اور حضور ہی کے ساتھ وفاء ہے کہ ایمان جو رکھتا ہے وہ صحابہ کی تعظیم کرے ، صحابہ کے ساتھ وفاداری کرے ، صحابہ کا حق پہچانے ، صحابہ کی قتداء کرے ، صحابہ کی عمدہ تعریف وتوصیف کرے ، صحابہ کے جو آپس میں اختلاف ہوئے اُن میں دخل نہ دے ، اور صحابہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھے ، تاریخ نگار جاہل راوی اور گمراہ رافضی اور بدعتی جو کسی بھی صحابی کی شان میں جرح قدح کریں اُن کی خبر وروایت پر دھیان نہ دے اور باہمی اختلافات کے بارے میں صحابہ سے جو نقل وروایت ہے اُس کا بہتر معنی ڈھونڈے اور زیادہ سے زیادہ صحیح مطلب نکالے کیونکہ یہی صحابہ کی شان کے لائق ہے اور کسی صحابی کا بے ادبی سے تذکرہ نہ کرے اور کسی صحابی کی کسی بات کو حقیر نہ جانے ، بلکہ اُن کی نیکیوں کا فضائل ومراتب کا اور اچھی سیرت وعمدہ

ذلک کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((اذا ذکرا صحابی فامسکو)). الخ

[شفاء شریف ۵۲/۲ ، ۵۳ ۔ ردِ روافض ص۷۸]

اخلاق کا تذکرہ کرے اس کے سوا سے زبان کو روکے جیسا کہ حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم نے فرمایا ہے کہ جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہو تو زبان کو روکو۔

نیز آگے فرمایا

قال عبد اللّٰہ بن المبارک : من انتقص احدا منھم فھو مبتدع مخالف للسنۃ و السلف الصالح. مختصراً [شفاء شریف ۵۴/۲]

حضرتِ عبداللہ بن مبارک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : جو کسی صحابی کی توہین کرے وہ گمراہ ہے عقیدۂ اہلسنّت کا مخالف ہے سَلَفِ صالحین کا مخالف ہے۔

ہم اللّٰہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں نیک بندوں کے عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اور روزِ قیامت انہی کے سائے میں اٹھائے اور زیرِ لِوَاءُ الْحَمْد جمع فرمائے۔

آمین یا رب العلمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللّٰہ تعالیٰ و بارکَ و سلم علیہ و علی آلہ و اصحابہ و حزبہ و ابنہ الکریم اجمعین و الحمد لِلّٰہ رب العلمین.

فقط

فقیر محمد کوثر حسن قادری رضوی غفرلہ

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری نوری نگر گدرہوا بلرامپور یوپی۔

۲۰/ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ دوشنبہ مبارکہ ۳۰/ اگست ۲۰۲۱ء